اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

جلد ششم

معہ

مجلہ مشتمل بر مسائل مذہبیہ اہل السنۃ

بابت شعبان ۱۳۰۹ھ مطابق جولائی ۱۸۹۲ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

تفصیل خریداران بشرح ذیل	قیمت سالیانہ بابت محصول	قیمت سالیانہ بابت بیرنگ
خریداران رؤسا و امرا	لائق صد	۔
خریداران گورنمنٹ و عہدہ داران گورنمنٹ و اغنیا و لائبریری سوسائٹیاں	۔ صد	۔
خریداران متوسط الحال	۔	۔
خریداران جو پنشن یا تنخواہ سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور سالانہ پنشنگی داخل کریں	۔	۔
خریداران جو تنخواہ سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں	۔	۔

یہ رسالہ سوائے بیعہ فروخت نہ ہوگا۔ ان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکے گا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ضمیمہ کی قیمت باوجہ تفصیل ذیل رسالہ میں مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب برآری نہیں ہوسکتا۔ اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہیں ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاروبار ہی ممکن ہے۔ جو شخص رسالہ یا اسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینہ سے قیمت واجب الادا تصور ہوگی جس مہینہ کا پرچہ وصول پاوے اور جنکو خریداری منظور نہ ہو وہ اصل رسالہ یا ضمیمہ واپس کریں۔ جملہ مکاتبات متعلق پرچہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے۔ اصل رسالہ منی آرڈر ڈاک خانہ مناسب ہے۔

راقم ابوسعید محمد حسین۔ لاہور۔ محلہ سیدمٹھہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطبع ریاض ہند امرتسر میں طبع ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزہ

صیام رمضان من الاسلام
رمضان کے روزے اسلام کی جُز ہین

زمانہ نبوت سے لیکر اِس صدی تک جسمین ہم ہین تمام مسلمانون کا اِسپر اتفاق رہا ہے کہ روزہ ماہ رمضان اسلام کا جُز ہے جیسی نماز و زکوۃ و حج وغیرہ اور اچھا بھلا قوی توانا آدمی جو مرض و سفر مین مُبتلا نہو روزہ رکھنے نرکھنے مین خود مختار نہین ہے۔ اور ابتداء سے آجتک مختلف فرقہ ہائے اہل اسلام (سُنّی بدعتی† شیعے۔ خارجی۔ معتزلی وغیرہ وغیرہ) سے کسینے اِسمین اختلاف نہین کیا مگر عرصہ تقریباً ایک سال سے نئے خیال کے لوگون نے (جو احکام دین اسلام کی ترمیم و چھانٹ کر رہے ہین جسکا نام تہذیب رکھتے ہین) اِس روزہ مین یہہ ترمیم کی ہے کہ اسکو واجب مُخیّر (یعنی اختیاری فرض) بنا دیا اور صاف فرما دیا ہے کہ صحیح و تندرست آدمی جو نہ مریض ہو نہ مسافر اگر روزہ رکھنے مین تکلیف پاوے گو وہ تکلیف حدِ مرض تک نہ پہنچے اور کوئی بیماری پیدا نکرے تو اسکو جایز و اختیار ہے کہ روزہ نرکھے اور اُسکے بدلے ایک مسکین کو روٹی کھلا دیا کرے اور اِس ترمیم و تصرف پر اُنہون نے ایک دلیل نقلی (آیت مجمل و محتمل الوجوہ و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین) سے استدلال کیا ہے جسکے کئی معنی ہو سکتے ہین اور کسی ایک معنی پر کوئی دلیل قطعی قائم نہین ہے اور نہ اہل اسلام کا اِسپر اتفاق ہے اور ایک دلیل عقلی سے استشہاد کیا ہے جسکی بناء انکے خیال مین انسانی نیچر پر ہے۔

ہم اِس مضمون مین مسلمانون کے قدیمی و متوارث اعتقاد کی درستی و مضبوطی بیان کرنا چاہتے ہین اور اُن اہل تہذیب کی غلطی بتاتے ہین۔ بدون اِسکے کہ کسی خاص شخص کو مخاطب کرین یا کسی کتاب و تالیف کو نشانہ بنائین چنانچہ اِس بات کا ہم وعدہ

† یہہ الفاظ لوگون کے محاورہ عام پر بولے گئے ہین اور ہم یہہ الفاظ کو کسیکی نسبت کہنے پسند نہین کرتے چنانچہ اِس باب مین عنقریب ایک مضمون لکھین گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واضح ہو کہ ہمارے مدعا کی تائید و قول مخالف کی تغلیط تین اصول پر موقوف ہے
جن کو قبل بیان مدعا بیان کیا جاتا ہے۔ پس جو صاحب ہمارے مدعا اور قول مخالف
میں محاکمہ یا کسی جانب کی تائید یا تزئیف کرنا چاہیں وہ پہلے ان اصول میں نظر کرلیں
اصل اول یقین ثابت شک عارض سے زایل نہیں ہوتا۔

تشریح

جو امر یقین سے ثابت ہو چکا ہو۔ وہ پیچھے کر شک آجانے سے باطل نہیں ہوتا

تمثیلات

زید اپنے بیٹے یا بیوی کو جانتا ہے کہ وہ اُسکا بیٹا یا بیوی ہے۔ پس تہوڑی دیر اُن سے
غائب ہونیکے بعد اُسکا یہ شک و احتمال کہ شاید وہ نہوں اُسکے اصلی بیٹے یا بیوی کی ہم
شکل و مشابہ کسی اور کا بیٹا یا بیوی ہو اُسکے یقین سابق کو باطل نہیں کرسکتا۔
زید نے نماز ظہر کے لئے وضو کیا تہا۔ پہر عصر کے وقت اُسکو شک ہوا کہ شاید
وہ وضو نہیں رہا۔ اس شک سے وہ وضو فاسد نہیں ہوتا۔
اصل دوم دلیل محتمل الوجوہ والمعانی مفید یقین نہیں ہوتی اور کسی خاص معنی پر منجملہ
ان معانی کے بدون شہادت اور دلیل مستقل کے اِس سے استدلال صحیح نہیں۔

تشریح

جس آیت یا حدیث یا کسی اور کلام بشر کے کئی معنی ہوسکیں۔ اِس سے کسی خاص معنے
کی مراد ہونیکا یقین حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور اِس معنی کی مراد ہونے پر بدون شہادت
دوسری کلام یا قرینہ کے صرف اُسی مشتبہ و محتمل کلام سے تمسک نہیں کیا جاسکتا۔

تمثیلات

زید کے چار بیٹے ہیں۔ اس نے کہا کہ ایک بیٹے کو مینے ایک ہزار روپیہ دیا۔ اِس
کلام سے کوئی خاص بیٹا اپنے مراد ہونے پر استدلال نہیں کرسکتا ✦

(۳) آیت (والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء) مین لفظ قرء سے حیض یا طہر کے مراد ہونے پر صرف یہی لفظ قرء جو طہر و حیض دونون کے لئے عرب مین مستعمل ہے دلیل نہین ہو سکتا۔ اسلئے حنفیہ اس سے حیض مراد ہونے پر صیغہ کے جمع ہونیسے استدلال کرتے ہین چنانچہ اصول فقہ مین اسکی تفصیل ہے۔ اور شافعیہ و اہلحدیث اس سے طہر مراد ہونے پر اس حدیث سے استدلال کرتے ہین جسمین طہر مین طلاق دینے کا حکم دیا پھر اس طہر کو عدت کہا جسمین طلاق دینے کا حکم آیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہے۔

اصل سوم مسلمانون کا صدر اول سے اتفاقی تعامل و توارث دلیل قطعی مفید یقین ہے

تشریح

جس امر کو اہل اسلام زمانہ نبوت سے لیکر آجتک بالاتفاق عمل مین لاتے ہین اور اسکو ہر† زمانہ کے لوگ بتوارث و تواتر نقل کرتے چلے آتے ہین وہ امر یقیناً ثابت ہے اور یہہ اتفاقی تعامل و توارث اہل اسلام اسکے ثبوت پر قطعی دلیل ہے۔

تمثیلات

(۱) کعبہ جو ملک عرب و شہر مکہ مین موجود ہے۔ اسکا وہ کعبہ ہونا جسکے حج کا قرآن مین حکم آیا ہے اور اسکو بیت العتیق و قبلہ فرمایا گیا ہے) مسلمانون کی اتفاقی تعامل

---

† ان قیود کو ناظرین و مناظرین غور سے ملاحظہ فرماوین۔ ان مین نہ کسی خاص زمانہ متاخر کا اصطلاحی اجماع داخل ہو سکتا ہے (جسکی حجت ہونے مین ظاہریہ وغیرہ کو کلام ہے) نہ رسوم و رواج ازمنہ متاخرہ جنکی سند صاحب شریعت تک نہین پہنچتی اور وہ بالاتفاق لائق حجت نہین ہین۔ انمین صرف وہی امور شامل و داخل ہو سکتے ہین جو آنحضرت کے قول و فعل سے ثابت ہین اور مسلمانون مین بتوارث یکے بعد دیگرے قرناً بعد قرن متداول و معمول چلے آتے ہین جنکی حجت و سند ہونے مین آجتک کسی مسلمان کا اختلاف مسموع نہین ہوا۔

وتوارث سے ثابت ہی - اور یہہ اتفاق اسکے ثبوت پر قطعی دلیل ہے -

(۳) نماز کے اتفاقی ارکان رکوع وسجود وقیام وغیرہ اور انکی صورتین اور اعداد رکعات فرایض وہیئت ارکان وشعائر حج اسی تعامل وتوارث اہل اسلام سے ثابت ہین اور یہی تعامل وتوارث انکی ثبوت پر دلیل قطعی ہے -

یہہ اصول ثلثہ بداہت عقل وشریعت سے ثابت ہین واہل اسلام مین مسلم - اسلئے ہمنے انکی دلیل بیان نہین کی - صرف تمثیل پر قناعت کی ہے - اگر کوئی انکی حجیت و ثبوت مین کلام کریگا تو عقل ونقل سے انکا ثبوت دیا جاویگا اور بازالۂ خفاء ان اصول کی بداہت پر اسکو متنبہ کیا جاویگا -

جب یہہ اصول بیان ہو چکے تو اب اصل مدعا کو بیان کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق -

فرضیت صیام رمضان ہر مکلف صاحب طاقت پر جو بیمار ومسافر نہ ہو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آجتک باتفاق اہل اسلام ثابت ہی - اور اس فرضیت پر نصوص قرآن اور دعوت مدت العمری حضرت رسالت وتعامل وتوارث کافۂ اہل اسلام ہر عصر دلایل ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ الآیہ -

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ - بقرہ ۲۳۶

قرآن مجید مین ارشاد ہی - ای ایمان والو تمپر روزہ فرض کئے گئے ہین جیسے تمسے پہلون پر فرض کئے گئے تہے × × رمضان کا مہینا ہے جسمین قرآن اوتارا گیا ہی جو لوگون کے لئے ہدایت ہی اور کھلی نشانیان راہ کی اور چکوتے احکام - پس جو اسمین حاضر ہو وہ اسکا روزہ رکہی اور جو مریض یا مسافر ہو وہ دوسرے دنون کو شمار کرے یعنی اتنے دن روزہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسیکو اسلام و ارکان اسلام کی دعوت و تعلیم فرماتے تو اسمین صیام رمضان کو ذکر کرتے ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کا سوال کیا تو آپ نے اُسکے جواب مین پانچ وقت نماز و صیام رمضان و زکوٰۃ کو ذکر فرمایا

عن طلحۃ بن عبید اللہ قال جاء رجل الی رسول اللہ من اھل نجد ثائر الرأس تسمع دوی صوتہ ولا نفقہ ما یقول حتی دنا فاذا ھو یسأل عن الاسلام فقال رسول اللہ خمس صلوٰات فی الیوم واللیلۃ فقال ھل علی غیرھا قال لا الا ان تطوع - قال رسول اللہ وصیام رمضان الحدیث (بخاری ج ۱ ص ۳۰ مسلم ص ۳۰)

ضمام بن ثعلبہ نے آنحضرت کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ کے فرستادہ نے بیان کیا ہے کہ ہمپر رمضان کے روزے فرض ہین آنحضرت نے فرمایا وہ سچ کہتا ہے پھر اُس نے عرض کیا کہ یہ خدا کا حکم ہے؟ آنحضرت نے فرمایا ہان -

عن انس جاء رجل من اھل البادیۃ وفی روایۃ البخاری اسمہ ضمام فقال یا محمد اتانا رسولک فزعم لنا انک تزعم انک صوم شھر رمضان فی سنتنا قال صدق قال فبالذی ارسلک اللہ امرک بھذا قال نعم - (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۰ صحیح بخاری ص ۱۰)

قبیلہ عبد القیس کے وکیل آنحضرت کے پاس آئے اور آپ نے ان کو ایمان تلقین کیا تو اُس مین نماز و روزہ وغیرہ ارکان اسلام کو ذکر فرمایا اخیر مین یہہ ارشاد کیا ان باتون کو یاد رکھو اور اپنے پیچھے لوگون کو اُن کی خبر دو

عن ابن عباس ان وفد عبد القیس لما اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرھم بالایمان باللہ وحدہ قال اتدرون ما الایمان باللہ وحدہ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصیام رمضان

عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بارزا للناس فاتاہ رجل فقال یا رسول اللہ ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوۃ المکتوبۃ وتودی الزکوۃ وتصوم رمضان۔ قال رسول اللہ ہذا جبرئیل جاء لیعلم الناس دینہم۔ مسلم ص۲۹ بخاری ص۱۲

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تعلیم امت کے لئے آنحضرت سے اسلام کا سوال کیا تو انکے جواب مین بہی آنحضرت نے صیام رمضان کو منجملہ اسلام شمار کیا آخر مین یہہ فرمایا کہ یہہ (سایل) جبرئیل تہا لوگون کو دین سکہانے آیا تہا یہہ ہمنے چند احادیث کا خلاصہ مطلب نقل کیا ہی اور اس قسم کی اور بہت احادیث ہین جسکا احصا و شمار دشوار ہے

اور تعامل و توارث مسلمین محتاج نقل و بیان نہین ہے۔ سبہ کوئی جانتا ہے کہ اسلام کے ہر مذہب و طریق مین رمضان کے روزہ فرض ہین۔ اور کسی مذہب شیعہ۔ سنی معتزلی خارجی وغیرہ مین اچہے بہلے آدمی کو روزہ نہ کہنا اور اسکے بدلے فدیہ (ایک مسکین کا کہانا) دیدینا جائز و معمول و مروج نہین ہے۔

یہہ دلایل (آیات کتاب اللہ۔ و احادیث رسول اللہ۔ و تعامل امت محمدیہ) قطعی و یقینی†

† اگرچہ نصوص قرآن جو درباب صیام وارد ہین عمومات ہین اور عام قطعی الدلالۃ نہین ہوتا اور احادیث نبویہ جو اس باب مین منقول ہوئی ہین وہ اخبار احاد ہین اور اخبار احاد بہی ظنی ہوتی ہین ولیکن تعامل و توارث امت نے (جسکا قطعی ہونا اصل سوم مین بیان ہوا ہے) ان عمومات کو قطعی بنادیا اور یقینا بتادیا ہے کہ ان عمومات سے باستثنا مریض وغیرہ کے (جنکا مستثنی ہونا صریح کتاب و سنت سے ثابت ہی) سبہی افراد مراد ہین اور احادیث مذکورہ اگرچہ بلحاظ خصوص طرق و الفاظ اخبار احاد ہین مگر بنظر معنی و قدر مشترک متواتر ہین۔ یہی تعامل و توارث امت انکی تواتر معنوی پر دلیل ہے اس سے صاف ثابت ہی کہ یہہ ادلہ قطعی ہین اور فرضیت صیام پر قطعی و یقینی طور پر دلالت کرتی ہین یہی وجہ ہی کہ دین اسلام مین

طور پر صیام رمضان کا فرض ہونا ثابت کر رہے ہیں اب اس فرض قطعی سے اُن جوان و تندرست لوگوں کو (جو روزہ رکھنے میں موجب سخت تکلیف پاتے ہیں) مخصوص و مستثنیٰ کرنا اور انکو یہہ فرض قطعی معاف کر کے یہہ اختیار دینا کہ وہ چاہیں روزہ رکھیں چاہیں اسکے فدیہ (بدلہ) میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں اسپر موقوف ہے کہ اس حکم قطعی سے اُن لوگوں کے مخصوص و مستثنیٰ ہونے پر ویسے ہی دلایل قایم ہوں جیسے اس حکم کے ثبوت پر قطعی دلایل قایم و موجود ہیں۔ اور جہانتک کتاب اللہ و سنت و تعامل و توارث امت میں تفحص و غور کیجاتی ہے ایسی کوئی دلیل جو اُن لوگوں سے اس حکم کو معاف و رفع و منسوخ کردے پائی نہیں جاتی۔ اس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ان لوگوں کو اس حکم سے مخصوص و مستثنیٰ کرنا اور روزہ نہ رکھنے (فدیہ دینے) میں خود مختار بنانا جایز نہیں ہے وہو المدعا۔

اس دلیل کا پہلا مقدمہ (کہ ان لوگوں کے مستثنیٰ ہونے کے لئے دلیل قطعی کا موجود ہونا ضروری ہے) تو اصول میں ثابت ہو چکا اور بخوبی بیان ہو چکا ہے کہ امر قطعی کے مقابلہ و ازالہ کے لئے امر قطعی ہی کام آ سکتا ہے اور یقین ثابت شک سے زایل نہیں ہو سکتا۔

دوسرا مقدمہ (کہ اُن لوگوں کے مستثنیٰ ہونے پر دلیل قطعی موجود نہیں ہے) یہہ ثبوت رکھتا ہے کہ سنت و تعامل امت میں تو ایسی دلیل کا نام و نشان پایا نہیں جاتا اور نہ کسی موافق یا مخالف کو اسکا دعویٰ ہے۔ کوئی نہیں کہتا اور نہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت نے جوان تندرست لوگوں کو روزہ نہ رکھنے اور اُسکے بدلے ایک مسکین آدمی کو روٹی کھلا دینے کا حکم دیا اور اسپر آنحضرت کے زمانہ سے زمانہ صحابہ یا تابعین یا اُنکے بعد تک

نماز روزہ وغیرہ احکام کو قطعی مانا جاتا ہے اور اُنکے منکر کو کافر کہا جاتا ہے باوجودیکہ یہ نصوص قرآنیہ جو ان احکام میں وارد ہیں عمومات ہیں اور احادیث مبینہ لفظاً احاد۔

سے فرقہ کسی مسلمان کا عمل رہا۔ اب رہی کتاب اللہ اسمیں بھی کوئی ایسی بات قطعی الدلالۃ صریح طور پر اُن لوگوں کے لئے روزہ نہ رکھنے اور اسکے بدلے فدیہ دینے کی اجازت نکلتی ہو۔

اس نیچری اس حکم صیام کی ترمیم کے درپے ہیں وہ اس حکم سے جوان و تندرست لوگوں کے مخصوص و مستثنیٰ ہونے پر ایک دلیل نقلی آیت (وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ) پیش کرتے ہیں دوسری دلیل عقلی و نیچری۔

عقلی دلیل کے وہ یہ تقریر کرتے ہیں کہ اس آیت میں جو لفظ یطیقون وارد ہے کے معنی (چنانچہ بعض علماء اسے تفسیر کبیر میں منقول ہیں) مشقت و تکلیف سے کام کرنے کے ہیں کیونکہ لفظ وسع و طاقت و لفظ جداگانہ ہیں۔ وسع اُس شخص کی نسبت بولا جاتا ہے جو کسی کام کے کرنے پر بسہولت و آسانی قادر ہو۔ طاقت اس شخص کی نسبت بولا جاتا ہے جو کسی کام کے کرنے پر تکلیف اوٹھا کر و بمشکل قادر ہو۔ پس بالجملہ لفظ یطیقون آیت کے معنی یہ ہوئے کہ جو لوگ سختی و تکلیف اُٹھا کر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں اُنکو اجازت ہو کہ روزہ کے بدلے فدیہ دیدیں اور قرأت شاذہ یطوقونہ وغیرہ جنکے معنی یکلفونہ کے ہیں نیز اسی معنی کے موید ہیں۔

عقلی دلیل اُن حضرات کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام انسان بٹتے ہیں خواہ جوان باعتبار خلقت اور موسم اور ملک کے مختلف ہوتے ہیں بہت جوان روزہ رکھنے میں تکلیف پاتے ہیں۔ بعض بڈھے روزہ کی تکلیف کو کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ پھر وہی لوگ جو ایک موسم میں روزہ رکھنے میں تکلیف نہیں پاتے دوسرے موسم میں نہایت تکلیف اُٹھاتے ہیں ایک ملک کے لوگ جبکہ دن معتدل مقدار ہوتا ہے آسانی سے روزہ رکھ سکتے ہیں اور جب دن بڑا ہوتا ہے روزہ میں نہایت تکلیف اٹھاتے ہیں بلکہ بعض ملکوں میں کبھی اتنا بڑا دن ہوتا ہے کہ اسمیں روزہ رکھنا طاقت

انسانی سے خارج ہے جیسے عرض تعین جسمین چھ مہینے کا دن ہوتا ہی اور عرض تعین جہان بعض ایام مین دن ڈوبتے ہی آفتاب نکل آتا ہے۔ پس بلحاظ ان حالات واختلافات کے ہر شخص کو ہر ملک و ہر موسم مین روزہ رکھنے کا حکم دینا مناسب و نیچر انسانی کے مخالف ہی اسلئے ضرور ہوا کہ آیت کے وہ معنی کئے جاوین جو نیچر انسانی کے مطابق ہین کہ جو لوگ روزہ رکھنے مین تکلیف اُٹھاوین وہ روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کرین۔

مگر ہمارے خیال مین یہہ دونون دلیلین انکی ناتمام و ناقابل استدلال ہین قطعی ہونا تو کہان۔

نقلی دلیل اسلئے ناتمام و ناقابل استدلال ہے کہ وہ کئی معنون اور وجوہات کا احتمال رکھتی ہے اور اصل دوم مین بیان ہو چکا ہے کہ جو دلیل کئی معنی کا احتمال رکھے وہ لائق استدلال نہین ہوتی۔

وہ احتمالات معانی و وجوہات بتفصیل ذیل ہین۔

(۱) لفظ یطیقونہ کے لفظی معنے دو طرح کے ہو سکتے ہین ایک وہ جو آپنے بیان کئے ہین کہ "جو لوگ بتکلیف و سختی روزہ رکھین" جو طاقت کو مغائر وسعت قرار دینے پر موقوف ہین۔

دوسرے یہہ کہ جو لوگ بلا تکلیف روزہ رکھ سکین جو طاقت کو بمعنی وسعت قرار دیکر کئے جاتے ہین اور جمہور علما حضرت سلمہ بن الاکوع و حضرت ابن عمر وغیرہ آیت کے یہی معنے سمجھکر اس آیت کو منسوخ بتاتے ہین صحیح بخاری وغیرہ مین حضرت سلمہ بن اکوع سے مروی ہے کہ جب آیت وعلی الذین یطیقونہ نازل ہوئی تو جو کوئی چاہتا افطار کرتا اور فدیہ دیتا یہانتک کہ وہ آیت

عن سلمة بن الاکوع قال لما نزلت وعلی الذین یطیقونہ فدیة طعام مسکین کان من اراد ان یفطر ویفتدی حتی

انسانی سے خارج ہے جیسی عرض تسعین جسمین چہہ مہینے کا دن ہوتا ہی اور عرض ستین جہان بعض ایّام مین دن ڈوبتے ہی آفتاب نکل آتا ہے - پس بلحاظ اُن حالات واختلافات کے ہر شخص کو ہر ملک وہر موسم مین روزہ رکہنے کا حکم دینا نامناسب و نیچر انسانی کے مخالف ہی اسلئے ضرور ہوا کہ آیت کے وہ معنی کئے جاوین جو نیچر انسانی کے مطابق ہین کہ جو لوگ روزہ رکہنی مین تکلیف اُٹہاوین وہ روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلادیا کرین -

مگر ہمارے خیال مین یہہ دونون دلیلین انکی ناتمام وناقابل استدلال ہین قطعی ہونا تو کہان -

نقلی دلیل اسلئے ناتمام وناقابل استدلال ہے کہ وہ کئی معنون اور وجوہات کا احتمال رکہتی ہے اور اصل دوم مین بیان ہوچکا ہے کہ جو دلیل کئی معنی کا احتمال رکہی وہ لایق استدلال نہین ہوتی -

وہ احتمالات معانی ووجوہات بتفصیل ذیل ہین -

(۱) لفظ یطیقونہ کے لفظی معنے دو طرح کے ہوسکتی ہین ایک وہ جو آپنی بیان کئے ہین کہ "جو لوگ بتکلیف وسختی روزہ رکہین" جو طاقت کو مغایر وسعت قرار دینی پر موقوف ہین -

دوسرے یہہ کہ جو لوگ بلا تکلیف روزہ رکہہ سکین جو طاقت کو بمعنی وسعت قرار دیکر کئے جاتے ہین اور جمہور علما حضرت سلمہ بن الاکوع وحضرت ابن عمر وغیرہ آیت کے یہی معنے سمجہکر اس آیت کو منسوخ بتاتے ہین صحیح بخاری وغیرہ مین حضرت سلمہ

عن سلمة بن الاكوع قال لما نزلت وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين كان من اراد ان يفطر ويفتدي حتى

بن اکوع سی مروی ہے کہ جب آیت وعلی الذین یطیقونہ نازل ہوئی تو جو کوئی چاہتا افطار کرتا اور فدیہ دیتا یہانتک کہ وہ آیت

تفاسیر مین قول حضرت عمرؓ و حضرت سلمہؓ و جمہور علماء منقول ہی جسمین صاف ادعاء ہے کہ اس آیت مین ہر کسیکو بلا قید مشقت و تکلیف روزہ نہ رکہنے کا اختیار دیا گیا تہا جو پیچہے کہ بحکم آیت فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ منسوخ ہوا۔ پس جبتک اہل نیچر اور حضرت ابن عمر وغیرہ مین کسی اور دلیل کے شہادت سی یہہ فیصلہ نہو لے کہ آیت کی معنے وہی مراد ہین جو اہل نیچر بیان کرتے ہین نہ وہ معنے جو حضرت ابن عمر وغیرہ کہتے ہین اہل نیچر کا استدلال اس سے صحیح نہین ہے۔

اہل نیچر نے جو اپنے تجویزی معنے کی تائید مین قول بعض علماء بحوالہ تفسیر کبیر پیش کیا ہے وہ اس فیصلہ کے لئے دلیل ہونے کی لایق نہین ہے۔ کیونکہ وہ صرف بعض علماء کا قول ہے اور عامہ اہل لغۃ و محاورات عرب کے مخالف ہی۔ اسی تفسیر مین (جسپر اہل نیچر کا اعتماد ہے) کہا ہے کہ وسع مین دو قول ہین ایک کہ وہ عین طاقت ہے دوسرا یہہ کہ وہ طاقت سی (مشقت مین) کم ہے اور یہی قول معتزلہ وغیرہ کا ہے۔ ایسا ہی تفسیر فتح البیان مین کہا ہے اور اسمین یہ بہی کہا ہی کہ قول اول اہل لغۃ کی تفسیر ہے۔

وفی الوسع قولان احدہما انہ الطاقۃ والثانی انہ دون الطاقۃ وہو قول المعتزلۃ ومقاتل والضحاک (تفسیر کبیر ص ۵۷۳ جلد ۲)

وفی فتح البیان الاول انہ الطاقۃ کما فسر بہ اہل اللغۃ

قاموس مین لفظ وسع کے بیان مین کہا ہے کہ یہہ کہنا ہمکو وسعت نہین ہے یہی کہنا ہے کہ ہمکو طاقت نہین ہے اور لفظ طوق کے بیان مین کہا ہی کہ طوق عین وسعت ہے۔ مجمع البحار مین مادہ وسع مین وسع کو بمعنی طاقت قرار دیا ہی اور بذیل مادہ طوق طاقت کو بمعنی وسعت بلا ضرر و مشقت تفسیر کیا ہی۔

وما اسع ذلک ای ما اطیقہ والطوق الوسع والطاقۃ (قاموس مختصر)

والوسع والسعۃ الجدۃ والطاقۃ خیلہم من الاعمال بما یطیقونہ ای یطیقون الدوام علیہ بلا مشقۃ وضرر (مجمع البحار ص ۳۴۳ ج ۲ و ص ۴۳۶ جلد ۳)

اور قرآن و حدیث میں جو بھی وہ ہے یہ نہیں ہے بلکہ وسعت بمعنی طاقت ہے و
طاقت بمعنی وسعت ہونے میں آیت ۔۔۔ میں سورہ بقرہ و اعراف و مومنین میں جو آیت
دیکھو بیضاوی ص۔۔۔ م مصطفائی وغیرہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا میں لفظ وسع
واقع ہوا ہے اسی تفسیر مفسرین نے وسعت سے کی ہے اور کہیں لفظ طاقت کے ساتھ
لفظ وسعت بھی مروی ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ الفاظ ایک دوسرے کے
معنی میں بولے جاتے ہیں۔

ایسا ہی جو سورہ بقر کے اخیر میں لفظ طاقت وارد ہوا ہے اس کی مفسرین نے استطاعت سے
دیکھو تفسیر فتح البیان ص۔۔۔ و تفسیر کبیر ص۔۔۔ جلد ۴ تفسیر کی ہے جو وسعت کے معنی میں ہے
ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے تم وہ عمل لازم پکڑو جسکی طاقت رکھو
عن عایشۃ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم خذوا من العمل ما تطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا (بخاری)
اسلئے کہ خدا تعالے ثواب دینے سے نہیں رکتا یہانتک کہ تم تنگ کر عمل کرو یعنی تنگ کر عمل کرو گے تو ثواب نہ پاؤ گے

اس حدیث میں طاقت سے وسعت مراد ہے مطلب یہ کہ بکلیف و مشقت اسی سے تو اس
حدیث میں منع فرمایا و صاف فرمایا ہے کہ تنگ کر عمل کرو گے تو ثواب نہ پاؤ گے ایسا ہی اوس
حدیث (امرہم من الاعمال بما یطیقون یعنے آنحضرت صحابہ کو ان اعمال کا حکم دیتے جنکی وہ
طاقت رکھتے) میں طاقت سے وسعت مراد ہے جسکی نقل و تفسیر عبارت مجمع البحار میں گزر چکی
ہے۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت نے عبداللہ بن عمرو عنہ کو جو ہمیشہ روزہ رکھتے
عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عبداللہ الم اخبر انک تصوم النہار وتقوم اللیل فقلت بلی یا رسول اللہ قال فلا تفعل صم وافطر وقم ونم فان لجسدک علیک حقا وان لعینک علیک حقا وان لزوجک علیک حقا وانک عسی ان یطول بک عمر فانک اذا فعلت ذلک ہجمت عینک ونفہت نفسک وان لنفسک علیک حقا وان لزورک علیک حقا وانک عسی ان لا تلقی اللہ الا وانت مفطر فصم صوم داؤد فانہ کان اعبد الناس وکان یصوم یوما ویفطر یوما واقرا القرآن فی کل شہر مرۃ فقلت یا رسول اللہ انی اطیق افضل من ذلک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا افضل من ذلک (بخاری)

تین دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں پھر آپنے دو دن افطار اور ایک دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تو انہوں نے وہی عرض کیا اسی قسم کے اور سوال

لا افضل من ذلك (بخاری ص۲۶۴) جواب ہوئے اس حدیث مین بھی طاقت ہے وسعت مراد ہے اگر اہ انکی مراد یہ ہوتی کہ مین تکلیف سے روزہ رکھ سکتا ہون تو آپ اونکو پہلے ہی سوال پر روک دیتے اور وہ دوسری اور تیسری دفعہ عرض کرنے پاتے چنانچہ اور لوگ آنحضرت

دیکھو قصہ نماز حضرت زینب بخاری مین ص۱۵۴ کے وقت مین تکلیف سے عبادت کرتے تھے اس سے روکی گئی۔

یہہ قرآن وحدیث کے محاورات اور اہل لغت کی تصریحات صاف ناطق ہین کہ طاقت بمعنی وسعت وسہولت زبان عرب مین مستعمل ہے۔ پھر اس آیت مین نہ صرف شہادت قول بعض علما یطیقونہ کے معنی تکلیف ومشقت سے طاقت رکھنے کے کیونکر متعین ہوسکتے ہین۔

اور جاہل نیچر نے اپنی تجویز ہی معنی کی تائید مین قرأت شاذہ یطوقونہ وغیرہ سے استشہاد کیا ہے وہ بھی انکی تائید سے قاصر ہے کیونکہ یطوقونہ وغیرہ شاذ قرأتین بھی یطیقونہ (قرأت مشہورہ) کیطرح دو معنی کا احتمال رکھتی ہین ایک وہ معنی جو اہل نیچر نے (کہ تجویز کرکے) اختیار کئے ہین دوسرے یہ معنی کہ جو لوگ روزہ کا حکم دئے گئے ہین اور حکم روزہ بطور قلادہ اونکے گلے مین ڈالا گیا ہے۔ اس تقدیر پر لفظ یطوقونہ طوق (بمعنی قلادہ) سے مشتق ہوتا ہے چنانچہ تفسیر † بیضاوی اور اوسکے حواشی مین تفصیل بیان کیا ہے۔ پس بیتک یہہ لوگ قرأت شاذہ کو معنی کا ہی فیصلہ نکرلین اور کسی دوسری دلیل سے ثابت نکردین کہ جو معنی ان قراتون کے انہون نے اختیار کئے ہین وہی معنی متعین ومراد ہین تب تک ان قرات سے اونکا استشہاد کب جائز ہے۔

حاصل وجہ آیہ تمسک اہل نیچر (مشہور قرات یطیقونہ لعین خواہ شاذہ قرات یطوقونہ وغیرہ اختیار کرین) اپنے لفظی معنی کی رو سے دو احتمال کی محتمل ہے اسلئے بحکم اصل دوم اس سے انکا استدلال تمام

† وقرأ یطوقونہ ای یکلفونہ وتقلدونہ من الاطواق بمعنی القلادۃ ہو والقلادۃ ۔ ۔ وعلی ہذہ القرأۃ یحتمل معنی ثانیا وہو ان یجعل الصوم طوقا لہم (دیکھو حواشی الشیخ القانی والعبادی فی الاوطار والحلبی والرحمتی علی البیضاوی) وفی حاشیۃ الصمام قرأ یقلدونہ ای یحمل الصوم کالقلادۃ فی عنقہم ویقال الہم صوموا فانہ قلادۃ الواجب لازم لہم کالقلادۃ ۔

(۲) اگر ہم فرض کرلیں اور یہ مان لیں کہ اس آیۃ مین ایک ہی معنی (تجویزی اہل نیچر تکلیف سے کام کرنیکے) مراد ہین تو پھر بھی یہ آیۃ مجمل اور کئی وجوہ کی محتمل ہے کیونکہ تکلف جو اس آیۃ کی لفظ یطیقونہ کے معنی مین اخذ کی گئی ہے وہ محدود و متعین نہین کہ وہ کس درجہ تک مراد ہے آیا ایسی تکلیف جو شیخ فانے (نہایت بڈھے آدمی) یا نا امید مریض کو ہوا کرتی ہے کہ سخت ضعف و غشی ہوجاوے اور دم نکلنے لگے یا مرض بڑھجاوے یا ایسی تکلیف جو اکثر نوجوان نازپرورده لوگون کو ہوتی ہے کہ کسیقدر خلاف عادت پیاس لگ جائے یا جبین نازنین پر پسینہ آئے یا یا ان دو نو درجہ کے مابین کسی اور درجہ کی (جو میشمار نکل سکتے ہین تکلیف مراد ہے لہذا احتمال ہے کہ اس آیۃ مین درجہ اول کی تکلیف مراد ہو چنانچہ حضرت ابن عباسؓ و حضرت انسؓ و سعید بن جبیر وغیرہ اکابر نے کہا ہے و بنا علیہ آیہ کو محکم غیر منسوخ بتایا ہے چنانچہ تفسیر معالم و کبیر و فتح البیان وغیرہ مین موجود ہے اور اصل عبارات معالم و فتح البیان حاشیہ مین نقل کردی گئی ہین اور احتمال ہے کہ درجہ اخیر کی تکلیف مراد ہو چنانچہ اہل نیچر کا عمل و اعتقاد اوسپر گواہی دیتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان دو درجہ کے مابین کسی اور درجہ کی تکلیف مراد ہو۔ پس جبتک اس تکلیف کی کوئی حد مقرر نکلجاوے اور اہل نیچر اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہ مین کسی دوسری دلیل سے تصفیہ و فیصلہ نہو لے کہ اس سے مراد اس درجہ کی تکلیف ہے جو اہل نیچر سمجھتے ہین نہ اوس درجہ کی تکلیف جو حضرت ابن عباسؓ وغیرہ محدود مقرر کرگئے ہین

---

† وقرء ابن عباس رض وعلی الذین یطوقونه بضم الیاء وفتح الطاء وتخفیفها وفتح الواو وتشدیدها علی ان یکلفوا الصوم مما یطاق علی الشیخ الکبیر والمرأة الکبیرة (یتضیقان الصوم والمریض الذی یرجی زوال العذر فهم یکلفون ولا یطیقونه فلهم ان یفطروا ویطعموا مکان کل یوم مسکینا وهو قول سعید بن جبیر فصل الآیة علی قسمین وقد روی عن بعضهم ان هذا للعلة انها الرتنسخ وانها دخلته للشیوخ والعجائز — (معالم ملخصا) وروی ان انس بن مالک ضعف عن الصوم عاما قبل موته فصنع جفنة من ثرید ودعا ثلاثین مسکینا فاطعمهم — وعن ابن عباس رض بسند صحیح انه قال لام ولد له تعالی ام صنعت بمن لنا الذین یطیقون الصوم علیك الطعام لا قضاء علیك — وعن ابن عمر ان احدی بناته ارسلت تسأله عن صوم رمضان وهی حامل وقال لتفطر وتطعم کل یوم مسکینا وقد روی هذا عن جماعة من التابعین (فتح البیان ص ۱۷۶ ج ۱)

تب تک اہل نیچر کا استدلال اس آیہ مجمل و محتمل سے جائز نہین ہے

حضرت ابن عباسؓ کی مقرری حد پر تو تعامل و توارث امت دلیل ہو سکتا ہے جس سے اس آیہ کا اجمال و تعدد احتمال رفع ہو سکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس تکلیف سے وہی تکلیف مراد ہے جو امثال شیخ فانی و مریض ناامید کو ہوا کرتی ہی کیونکہ اگر اس درجہ سے اتر کر کسی اوسط درجہ کی تکلیف یا اخیر درجہ کی تکلیف جو اکثر نوجوان نازپروردہ لوگون کو ہوا کرتی ہی مراد ہوتی تو زمانہ رسالت سے لیکر اس آخری زمانہ (تیرہوین صدی) تک کسیکے خیال مین آتی اور اوسکے موافق امت محمدیہ مین تعمیل جاری رہتی۔ زمانہ رحلت حضرت رسالت سے آجتک کسی فرقہ اسلامی کے کسی نوجوان تندرست کے لئے ادنی تکلف کے سبب سے روزہ کی معافی ہو جاتی۔

اور اہل نیچر کی خیالی حد نامحدود پر اسوقت تک کوئی دلیل قائم نہین ہوئی جب یہ کوئی ایسی دلیل جو قوت و دلالت مین دلیل تحدید حضرت ابن عباسؓ سے بڑہکر ہو اپنی خیالی تحدید پر قائم کرینگے اسوقت اس آیہ سے استدلال کرنیکے مستحق و مجاز ہونگے بالفعل تو اس آیہ سے انکا استدلال محض خیال و سودائے محال ہے۔

(۳) ہمنے یہ بہی مانا اور فرض کیا کہ تکلیف کی وہی حد نامحدود ہے جو اہل نیچر نے سمجہی ہے اور معنی و حقیقت لفظ یطیقونہ مین اجمال و تعدد و احتمال نہین ہے مگر پہر بہی اس آیہ سے اجمال و تعدد احتمال رفع نہین ہو سکتا یہ اجمال و تعدد احتمال لفظ و معنی یطیقون مین نہ سہی اسکی مفعول ضمیر منصوب مین موجود و قائم ہے جسکے سبب یہ ایہ باوجود تسلیم تعیین معنی یطیقون تجویزی اہل نیچر کی تائید سے انکاری ہے۔

اختلف السلف فی قولہ تعالی وعلی الذین یطیقونہ علی قولین احدہما انہ کان رخصۃ فی اول الاسلام ان من شاء صام ومن شاء افطر وتصدق ثم نسخ وثانیہما ان المعنی وعلی الذین لا یطیقونہ او علی الذین یطیقونہ فی حال قوتہم ثم عجزوا

اسمین ایک احتمال یہ ہے کہ یہ ضمیر مفعول فدیہ کی طرف پہرتی ہو اور آیۃ کے معنی یہ ہون کہ جسکو فدیہ دینی کی طاقت ہو انپر عید کے دن صدقہ

قال اصوم ... هذا هو معنى قولي ... يوم النصر فاضمر قبل الذكر لانه مقدم ... دنا وفيه ... غلام عمرو وذكر الضمير ... الى المعنى لان الفدية اطعام الطعام ... قال الله تعالى ... نسقيكم مما في بطونه ... مصنف

وجوب الفطرة ... واستثنى ... سعيد بن جبير على ما سيأتي ... ابيحا وهو ان المعنى ... يطيقون القضاء في ايام اخر ... فدية طعام مسكين والايام الاخر ... المراد بها ما بعد رمضان الثاني ... الى رمضان اخر لانه ان اريد بها ... عليهم القضاء مطلقا لم يثبت ذلك ... الابعد موته وبعد الموت لا يكون

دينا واجب ہے۔ اس پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ مفدیہ مونث ہے اور یہ ضمیر مذکر ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ فدیہ حقیقت اور اصل میں طعام ہے اور وہ مذکر ہے نہ مونث پس یہ تذکیر ضمیر بلحاظ معنی ہے نہ بلحاظ لفظ جیسے آیہ وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ میں ضمیر بطونہ کو جو سورہ نحل میں تذکیر وارد ہے سورہ مومنین میں بلحاظ معنی† مونث کر دیا ہے اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس ضمیر سے پہلے یہاں فدیہ کا ذکر نہیں ہے اور قبل ذکر مرجع ضمیر کا لانا منع ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ گو فدیہ لفظاً ضمیر سے پہلے مقدم و مذکور نہیں ہے مگر رتبۃً مقدم و مذکور ہے جیسے ضرب غلامہ عمرو میں عمرو رتبۃً مقدم و مذکور ہے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ ضمیر قضا کی طرف

---

† ہو مما روی مالك (فی باب الطعام یغسل ... دخل رمضان الطعم ونصفی من مولاہ ... عن ابی بکر ... بن القاسم عن ابیہ انہ کان یقول من کان علیہ قضاء رمضان فاخر یقضہ وهو فی علم حتی جاء رمضان فانہ یطعم کل یوم مسکینا مدا من حنطة وعلیہ مع ذالك قضاء ایام الله ... عن ابن عباس ... وانما ذکر الضمیر وهو واحد لانہم نزلوا ای فی الفعل اللفظ وانہ فی سورتین فی موضعین فان الانعام ۳ جمع وذالك ... عدۃ سیبویہ فی المفردات المبنیۃ علی فعل (مضاد وی ۲۰۰ جلد ۱)

محلا لوجوب شئ فلا یکون
للایۃ معنی واستنبطت من جہۃ
من مات وعلیہ صیام فلیطعم
عنہ مکان کل یوم مسکینا وجہا
خامسا وھو ان المعنی وعلی الذین
یطیقونہ القضاء ولا یقضون حق
یصوموا طعام مسکین بکل صوم
مدہ ومعنی علی الذین انہ یجب علی
الولی ان یخرج من ترکۃ المیت
بسبب شغل ذمۃ المیت بالصوم
وھذہ وجوہ صحیحۃ۔
وقد ذھب الی مدلول کل واحد
منھا السلف۔ والظاھر انھم
اخذوا من مجموع ھذہ الآیۃ
(مسوے)

راجح ہے جسکا آیہ فعدۃ من ایام اخر میں
حکم ہے اور اس آیہ کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ
دوسرے دنوں میں مرض وسفر کے روزے
قضا کر سکتے ہیں پھر وہ رمضان آیندہ تک قضا
نکریں تو اونپر قضا کے ساتھ فدیہ بھی واجب ہے
تیسرا احتمال یہ ہے کہ یہ ضمیر اسی قضا کیطرف
راجع ہو اور معنی آیہ کے یہ ہوں کہ جو لوگ قضا
روزہ سفر ومرض کی طاقت رکھتے ہوں
پھر وہ قضا نکریں اور فوت ہو جاویں تو انکے
مال سے ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کا
کھانا نکالنا واجب ہے۔ یہ احتمالات
ثلثہ احتمال مفید مطلب اہل نجیر صوم کیطرف
ضمیر راجع ہونے کے مقابلہ میں قائم ہیں
اور یہ آیہ ان سارے احتمالات کی محتمل ہے
اور ہر ایک احتمال کا کوئی نہ کوئی سلف کے

قایل ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے احتمالات ثلثہ کو مع وہ احتمال اول معنے
یطیقونہ کے شروح موطا سوی ومصفی میں تفصیل بیان کیا ہے پس جبتک اہل نجیر
ان احتمالات ثلثہ کو نہ اوٹھالیں اور کسی دوسری دلیل سے ثابت نکر دیں کہ اس ضمیر سے صوم
کا صوم کیطرف راجع ہونا متعین وحتم ہے تب تک اونکا استدلال اس آیہ کثیرۃ الاحتمال
سے کب جائز ہے۔
خلاصہ جواب دلیل نقلی اہل نجیر کا یہ ہے کہ اس آیہ میں معنی تجویزی اہل نجیر کے

مخالف پانچ احتمال مین دو احتمال معنی وحقیقت لفظ یطیقون مین اور تین احتمال اسکے مفعول ضمیر منصوب مین۔ پس جبتک اہل نیچران پانچون احتمالات کو نہ اوٹہالین اور اپنے خیالی معنی کا متعین و مراد ہونا اس آیہ کے سوا اور دلائل سے ثابت نکردین انکا استدلال اس آیہ کثیرۃ الاحتمال و پر از ابہام و اجمال سے بحکم اصل دوم جائز نہین ہے۔

اور اونکی دلیل عقلی سراسر مغالطہ و دہوکہ پر مبنی ہے۔ خدا تعالے نے جو مختلف دیار و امصار و مواسم کے تندرست و مقیم لوگون کو علی الاطلاق روزہ رکہنے کا قرآن مین حکم دیا ہے اور اوسکے برخلاف روزہ نرکہنے اور فدیہ دیدینے کا صریح و صاف طور پر اختیار نہین دیا اسمین نیچر انسانی کا کچہہ خلاف نہین کیا اور نہ لحاظ ایام و مواسم کو فروگزاشت کیا ہے بلکہ اس حکم مین مختلف طبایع مکلفین مختلف ازمنہ و انکہہ کا لحاظ کرلیا ہے جسکا اظہار و بیان ان دو آیتون مین کردیا ہے ایک یہہ آیہ جسمین عموماً اعمال مکلفین کا استطاعت پر موقوف ہونا بتایا اور صاف فرمایا ہے کہ خدا تعالے کسی فرد بشر کو بڈہا ہو خواہ جوان عرب کے ریگستان کا ہو خواہ شملہ و کابل یا کسی اور کوہستان کا عرض ستین مین خواہ بغرض محال عرض تسعین مین کسی

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا سورۃ بقر رکوع ۴۰

عمل و حکم کے بجالانیکے تکلیف نہین دیتا مگر اسقدر کہ وہ طاقت رکہے جسمین عام طور پر فرمادیا ہے کہ اگر کسی جوان ناتوان کو کسی خاص زمان و مکان مین روزہ رکہنے کی طاقت نہو تو اسپر اسی زمان و مکان مین روزہ رکہنا واجب نہین۔ پر اسمین یہہ بیان نہ تہا کہ طاقت نہونیکی کیا حد ہے اور روزہ نہ رکہنے کے بدلے کیا کرے ان باتون کو دوسری آیتین کہولکر بتادیا اور یہہ فرمادیا کہ طاقت نہونیکی حد یہہ ہے کہ مریض ہوجاوے اور روزہ کے بدلہ مین صحت و اعتدال کی زمان و مکان مین روزہ رکہہ لے۔ وہ دوسری آیہ یہہ ہے کہ جو تم مین سے مریض یا مسافر ہو تو وہ فوت شدہ روزونکے بدلے دوسرے دنون مین

فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر۔ یرید اللہ بکم الیسر

روزے رکہے خدا تعالے تمہارے حق مین آسانی چاہتا ہے تنگی نہین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا یرید بکم العسر - بقرع ۲۳ -

چاہتا جسمین خاص طور پر روزہ کا حکم فرمایا ہے
کہ جو شخص جوان ہو یا بڈہا گرم ملک مین ہو یا سرد مین عرض ستین مین ہو خواہ بفرض محال عرض
تسعین مین روزہ رکہنے مین کسی مرض مین مبتلا نہو وہ اس حکم معافی روزہ مین مشمول
نہین ہو سکتا اور جو روزہ رکہنے سے مریض ہو جاوے وہ روزہ رکہنے سے معافی سمجہے
پہر اوسکے بدلے دوسرے وقت و مکان مین جب روزہ کی طاقت پاوے روزہ رکہہ لے -
اور جو کوئی وقت و مکان صحت و توانائی کا نپاوے ہمیشہ عرض تسعین یا آتشین پہاڑون مین اسپر
رمضان آوے وہ بحکم آیہ اولی اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے حکم صیام سے مرفوع القلم سمجہے -
اب اہل نیچر غور کرین اور انصاف سے کہین کہ اس تشریح کے ہوتے روزہ کو علی الاطلاق
واجب کرنے اور اچہے بہلے مقیم نوجوان و توانا آدمی کو روزہ نرکہنے اور اوسکے بدلے فدیہ دینے
کا اختیار نہ دینے مین نیچر انسانی کا خلاف کہان لازم آتا ہے - جو لوگ آپ لوگون کی
زعم مین عرض تسعین مین رہتے ہین یا نہایت نازک مزاج ہو کر کلکتہ کی گرمی مین آباد ہین اگر
وہ روزہ رکہنے سے کسی مرض مین مبتلا نہین ہوتے تو اونکو روزہ رکہنے مین کیا عذر ہے
اور اگر وہ لوگ روزہ کی سختی سے کسی مرض مین مبتلا ہو جاتے یا ہو جانیکا اندیشہ رکہتے ہین
انپر خدا تعالے روزہ رکہنے کو کب واجب فرماتا ہے پس اس حکم صیام مین مخالف نیچر تجویز
کرنا و بناء علیہ اچہے بہلے جوانون کے لئے حکم فدیہ تراش دینا کب مناسب ہے -
یہ ہمنی ان لوگون کی کل تقریر مغالطہ آمیز کو تسلیم کر کے اسکا جواب دیا ہے - اور اگر ہم اس تقریر کے
بعض اجزا کو تسلیم نہ کرین تو بہی گنجائش ہے مثلاً انکا عرض تسعین مین وجود مکلفین روزہ دارون کو
تجویز کرنا - یہ لایق تسلیم نہین عرض تسعین مین نہایت درجہ حر و قر کے سبب زیست انسان بلکہ
کسی حیوان کی عادۃً کب ممکن ہے - پہر وہان فرض مسئلہ روزہ کیا معنی رکہتا ہے -
اسمین کسیکو کچہہ عذر ہو تو بتاوے کہ عرض تسعین مین کونسی آبادی ہے اور کون سے جغرافیہ دان
اوسکے قائل ہین -

عرض تین شمالی میں بیشک آبادی ہے بلکہ عرض ست وستین میں بھی بطلیموس کی آبادی چلی آتی ہے۔ ایسا ہی عرض ثمان وستین میں جہاں روس کا ایک قلعہ ہے جسکا قولہ نام ہے اور وہاں سال میں باستثنا ردہ اثنا عشر یوم اور اثنا لیس روز طلوع نہیں ہوتا و بعض اوقات عساکر اسلام کا بھی اسمین گزر ہوا ہے کما ذکرہ الفاضل ھارون ذی نا فوض فی فضیۃ العشاء واللہ یفعل ما یشاء مگر ان لوگونکے حقمین روزہ کا حکم موافق بطبیعت انسانیکے قرآن نے بیان کردیا جو اوپر مذکور ہوا

اہل نیچر نے ان لوگون کے حقمین روزہ کی دشواری دیکھکر سبھی لوگونکے لئے روزہ کے بدلے فدیہ تجویز کردیا مگر تعجب ہے کہ نماز کے لئے ابتک کوئی فدیہ یا کفارہ تجویز نہین کیا۔ روزہ تو سال مین ایک مہینہ ہوتا ہے نماز ہر روز پانچ دفعہ مناسب تھا کہ ساکنین عرض تین کے خیال سے حکم نماز مین ہی ترمیم کرتے اور اونکے طفیل سے کلکتہ وغیرہ گرم شہرونکے رہنیوالون کے لئے نمازون (جیسے صلوٰۃ ظہر) کے بدلے کوئی آسانی پائی فدیہ کفارہ تجویز کردیتے تو انکو اتباع ہوا و ہوس کے سبب ہنوز نماز کے پابند مین اس مصیبت سے رہائی پاتے جسی مصیبت روزہ سے خلاصی پائے ہین اور شبا روز اس مسئلہ کے موجد کے لئے دعائین کرتے ہین شاید آیندہ اسی تجویز مین ہون اللھم احفظنا منہ۔

حاصل کلام وخلاصہ مرام یہ کہ حکم فرضیت صیام علی الاطلاق دلائل (قطعیہ کتاب و سنت وتعامل امت) سے ثابت ہے اور اچھے بھلے آدمی کے لئے روزہ نہ رکھنے اور اسکے بدلے فدیہ دینے کی اجازت ایک آیہ مشتبہ ومجمل واحتمالات کثیرہ کی متحمل سے نکالی جاتی ہے اور اسکی تائید مین اپنے وہمی خیالات کو پیش کیا جاتا ہے۔ مؤمن متبع شریعت کو چاہئے کہ قطعیات و ضروریات دین کو اشتباہی امور سے نہ چھوڑے اور اہل نیچر کے وہمی مغالطات سے بچتا رہے اور اپنے قدیمی متوارث اسلام وشعائر پر ثابت قدم رہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین والحمد للہ رب العالمین

† علامی سید مرتضی ان لوگونکے لئے فدیہ تجویز کیا ہے جنکو نماز روزہ کے حکم سے مستثنیٰ کیا ہے اسکی تفصیل کتاب مقدس چھاپہ بمبئی ۱۸۸۱ء کے ان تفاصیل کے بیان کا محل نہین ہے۔

پنجاب یونی ورسٹی
اور اوسکی تعلیم و امتحانات کے دینی و دنیاوی فوائد
لائق توجہ گورنمنٹ و علمیان ملک و مذہب

{اس مضمون مین سوا آگاہ و متعلقہ نقل کے کسی مضمون پر بھی کسے (جو کو نتیجہ اسباب مین دیکھے)
نقل ماخذ و بیچ اسلئے اسکا ملاحظہ ہر ایک کے لئے موجب فائدہ جدید ہوگا ضرور ملاحظہ ہو}

پنجاب یونی ورسٹی کی تعلیم و امتحان کے فوائد پر ایک مدت سے بذریعہ اخبارات و تحریرات و لکچرز و تقریرات بحث ہو رہی ہے۔ اسباب مین جو کچھ کسیکے فکر مین آتا ہے وہ بذریعہ تحریر و تقریر ظاہر کرتا ہے اور اس اظہار مین برطبق ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ اپنی ہمت و جرأت کی وقعت دکھاتا ہے۔

اسی سلسلہ و سیاق مین ہم بھی اپنے پلنگ فکر کو دوڑاتے ہین اور جو اس نمکدان کی آرائی سے اسکے نمکدار مین آوے بدیہ ناظرین قدرشناس کرتے ہین۔

اسپر ہمکو دو امر باعث ہوئے ہین۔ ایک یہ کہ سررشتہ پنجاب یونی ورسٹی کالج سے ہمارے نام مشمول عام اڈیشن اخبارات رپورٹ سالانہ ۱۸۸۶ء پہنچی ہے جسپر یہ لکھنا بحیثیت اڈیٹری ہمارا فرض ہے دوسرا یہ کہ جلسہ تقسیم انعام منعقدہ ۲۶۔ اپریل ۱۸۸۶ء مین ہمکو شامل ہونے کا اتفاق ہوا۔ اور اس جلسہ عالیشان مین ہمنے اسلامی علوم عربیہ کا ایسا اعزاز و اکرام مشاہدہ کیا جسکی نظر سے وہ دربار نشیٹ گورنری گویا ایک خلیفہ عباسی کا دربار دکھائی دیتا تھا اسلئے ہمارے دل نے بے اختیار ہوکر اس ذکر خیر سے اظہار حق دبانیان و حامیان اس بیت العلوم کا شکر نعمت ادا کرنا چاہا اور اپنے ہادی اور رہبر پیغمبر اسلام (علیہ الوف التحیات والسلام) کے ارشاد واجب الانقاد من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ یعنے جو مرد لوگون کا شکر گذار نہ ہوگا وہ خدا تعالے کا بھی شکر گذار نہ ہوگا کے مشمول کا راہ دیا۔

اس بیت العلوم کی کارروائی تعلیمات و امتحانات اجرا ہو رہی ہے اور جو آئندہ کو

تجویز ہوئی ہے اس ملک ہند کے ساکنان ہنود و مسلمانان کے دین و دنیاوی سود بہبود پر مشتمل ہے
چونکہ ہمارے رسالہ کا اصل اصول دینی امور سے بحث ہے اسلئے ہم اسکے دینی فائدہ
کے بیان کو مقدم کرتے ہین۔

دینی فائدہ اس بیت العلوم سے یہہ ہے کہ اسمین اولاً علوم عربیہ ادبیہ کی تعلیم ہو رہی ہے
جو اہل اسلام کے دینی علوم (خصوصاً قرآن و حدیث) کے لئے عمدہ وسیلہ اور موقوف علیہ
ہے۔ دینی علوم (قرآن و حدیث و فقہ وغیرہ) کوئی شخص اصل کی زبان مین حاصل نہین کر سکتا
جب تک کہ اسکے وسائل و مبادی علم صرف و نحو و معانی و بیان و ادب وغیرہ کو (جو اس بیت العلوم
مین پڑہائے جاتے ہین) حاصل نہین کر لیتا۔

اور ثانیاً اسمین بعضے ایسے علوم (فقہ و فرائض) کی تعلیم ہوتی ہے جو علوم مقاصد دینی سے
ہین۔ علی الخصوص ان کتب فقہ کی تعلیم جنکے پڑہنے سے عہدہ قضاء (جو دینی مناصب سے
ایک عالی منصب ہے) ملنا متوقع ہے پس اس بیت العلوم کو بنظر تعلیم اون علوم مبادی و
مقاصد دین کے عموماً مدارس اسلامیہ زمانہ سابق و حال کے نظیر کہا جا سکتا ہے۔ اور بنظر
اعزاز علم و اکرام و انعام طلباء کے اُن مدارس خلفاء عباسیہ وغیرہ کے (جو مصر و بغداد و دمشق
و اسپین مین ہو گذرے ہین) نظیر کہنا بے جا نہین ہے۔ جسوقت دربار تقسیم انعام مین
نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو اپنے ہاتہہ سے علماء و فضلاء اسلام کو تمغے اور سندین اور انعام دیتے
ہوئے ہم دیکہتے۔ اسوقت ہمکو خلیفہ مامون وغیرہ کا زمانہ اعزاز علم و علماء یاد آتا اور اسلام
کا وہ کر و فر ہمارے دلمین جوش مارتا۔

ایسا ہی فائدہ تعلیم مذہبی اس بیت العلوم سے ہنود کے لئے حاصل ہے جسکی تفصیل اس
رسالہ کفیل امور مذہب اسلام مین اجنبی ہے۔

دنیوی فائدہ اس بیت العلوم سے مختلف اقوام و اشخاص دیار ہند کو یہہ ہے کہ اوسنے
مختلف اقسام علوم معاش مختلف زبانون مین مختلف طبایع و خیالات و لیاقت کے لوگون کے

مناسب حال کی تعلیم و اشاعت کی بنا قایم کردی ہے۔

مشرقی زبانون (عربی فارسی اردو پنجابی سنسکرت وغیرہ) مین علوم و فنون کی تعلیم ہی کا بوجہ اپنے ذمہ لے لیا ہے اور اپنے ماتحت اورینٹل کالج مقرر کردیا ہے جسمین علوم دنیاوی کارآمدنی معاش بہ تفصیل ذیل پڑہائے جاتے ہین۔

(۱) علوم ریاضی طبعی۔ فلسفہ۔ تاریخ۔ وغیرہ جو اسوقت دنیاوی کمال کے اصل اصول سمجھے جاتے ہین اور سرکاری مدارس ان ہی علوم کی اشاعت کے لئے مقرر ہیں۔

(۲) علم زباندانی و انشاپردازی عربی و فارسی و اردو و سنسکرت وغیرہ جس سے سرکاری اور دیسی ملازمت مدرسی وغیرہ تعلقات معیشت حاصل ہو سکتے ہین۔

(۳) علم کارگذاری سرکاری متعلق صیغہائی مال و دیوانی و فوجداری۔ جس سے فارسی دفترون مین سرکاری نوکری کے لئے لیاقت و سند حاصل ہوتی ہے۔

(۴) علم حساب مڈل کورس۔ جس سے مولوی و منشی کا امتحان دیکر مڈل کے امتحان سے برأت حاصل ہو سکتی ہے جو کئی معزز عہدونکے حصول کے لئے شرط و سد سکندری ہے۔

(۵) علم طب یونانی و ڈاکٹری اور ویدک جنسے حسب دلخواہ معاش کا پیدا ہونا ممکن ہے خواہ کوئی سرکاری ملازمت کرے خواہ اپنے مکان مین مطب یا ہاسپٹل یا ڈسپنسری کہول بیٹھے۔

(۶) علم انجنیری متعلق عمارات نقشہ نویسی و پیمائش وغیرہ جس سے عام طور پر تو ہر جگہہ نوکری مل سکتی ہے اور خاص طور پر روڑکی کالج کی مانند استحقاقاً حصول ملازمت سرکاری عنقریب متوقع ہے۔

(۷) علم قضا و پرادوی† داک جنسے مفاد دینی سے علاوہ فائدہ معیشت حصول ملازمت بہی متوقع ہے۔

(۸) علم قانون عدالت جس سے مختارکاری و وکالت و پلیڈری مل رہی ہے۔ اور اس علم کی تعلیم مین مشرقی زبانون کے ساتہہ انگریزی زبان مین شامل ہے۔

اور مغربی زبان (انگریزی) مین آرٹس یعنے علوم و فنون مین امتحان لینے کا ذمہ

† پرادوی داک ہنود کے لئے ایک درجہ امتحان کا نام ہے جیسے مسلمانون کے لئے قضا ہے۔

لیا ہے چنانچہ ہر ایک یونیورسٹی کا یہی منصب و فرض ہے اور اس سے زیادہ کسی یونیورسٹی سے ان علوم کو مدد نہیں ہو سکتی۔

درجات و مراتب آرٹس جسمیں یونیورسٹی امتحان لیتی ہے

(۱) آنرز ان آرٹس۔ یعنے اعلی درجہ علوم و فنون کا جسکو اور یونیورسٹیوں مین یہ اسے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۲) ہائر ڈپلومہ ان آرٹس۔ یعنے درجہ اوسط علوم و فنون جسکو فرسٹ آرٹس کہا جاتا ہے

(۳) اپر ڈپلومہ ان آرٹس۔ یعنے درجہ ابتدائی علوم و فنون جسکو فرسٹ آرٹس کہا جاتا ہے

(۴) انٹرنس یعنے امتحان داخلہ جو ہر یونیورسٹی مین ہی اسی نام سے مشہور ہے۔

یہہ وہ مراتب امتحان معمولہ پنجاب یونیورسٹی ہین کہ کلکتہ یونی ورسٹی (جو اسوقت مشار الیہ اور مستند اور ترقی خواہ ملک سمجھی جاتی ہے) مین بھی اس سے زیادہ مراتب امتحان عام مقرر نہین ہین۔ ان ہی مراتب چہارگانہ مین اوسکی عام کارروائی اشاعت و معاونت علوم و فنون محصور و محدود ہے۔ مگر ان دو فرقون کے ساتھ جنمین پنجاب یونیورسٹی کی ہی ترجیح ثابت ہوتی ہے ایک یہہ فرق ہے کہ کلکتہ یونیورسٹی مین انگریزی زبان مین امتحان دینا شرط کیا گیا ہے اور اگر کوئی ایسا شخص (جو اضطراری و ناچاری اسباب سے انگریزی نہین پڑہ سکا اور ان علوم و فنون کو مشرقی زبانون مین ایک حصہ عمر کا خرچ کر کے کامل طور پر حاصل کر چکا ہو اور اس تحصیل و تکمیل سے اپنے ملک مین ان علوم و فنون کا رواج دینا اسکو مدنظر ہو) کلکتہ یونیورسٹی مین امتحان دینا چاہے تو اسکو رد کیا جاتا ہے اور اوسکے حق محنت و مشقت و قصد اشاعت عام کو خیال نہین کیا جاتا اور پنجاب یونیورسٹی مین جو کوئی اوسے اور جس زبان مین (انگریزی ہو خواہ فارسی ہو خواہ ہندی) امتحان دینا چاہے اوسکو قبول کر لیا جاتا ہے۔ اور ان علوم و فنون کو ہر زبان اور ہر ایک ملک مین عشرہ عام کرنا پسند کیا گیا ہے۔

† اور جو امتحان مترجم سے اوپر ہو اور بہ ہم خدا سے بھی چند کے نام سے ہوتا ہے وہ عام لوگون کے لئے نہین ہوتا اور اسکے مقابلہ مین ایک امتحان آنرز رکھا ہوا ہے اسی یونیورسٹی مین بھی تجویز ہونا چاہیے

اور اہل عقل و انصاف پر بخوبی روشن ہے کہ اس امر فارق مین پنجاب یونیورسٹی کو ہی ترجیح ہے۔ اسکی تائید شہادت مین بعض فقرات سپیچ نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب جو دربار تقسیم انعام مین انہون نے دی تھی نقل کرنا کافی سمجھتا ہون آپ فرماتے ہین مین یہ خیال کرتا ہون کہ اسمین شک نہین ہو سکتا کہ جس آدمی نے دیسی زبان کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہے وہ زیادہ لایق ہے کہ اپنے ہم جنسون کو تعلیم دے سکے بہ نسبت اوس آدمی کے جسنے انگریزی کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہے۔ باوجود اس بات کے کہ وہ اردو دان اتنا لایق و فایق نہین ہتنا کہ انگریزی خوان فی نفسہا انگریزی دانی مین زیادہ علم رکھتا ہے مگر اسکا علم اسکے اپنے ہی دلین محدود ہے یا اگر دوسرونکو کچھ فائدہ پہونچا سکتا ہے تو صرف اونکو جو اسکی طرح انگریزی سمجھ سکتے ہین۔ برعکس اسکے اردو دان اپنے ہم جنسون کو بخوبی تعلیم دے سکتا ہے۔ اور غالبًا اس کے خیالات زیادہ صاف اور زیادہ نفیس ہوتے ہین بہ نسبت اُس شخص کے جسنے اجنبی زبان کے ذریعہ سے سیکھا ہو اس امر کا ثبوت تاریخ انشاپردازی اور خیالات مروجہ یورپ سے ہو سکتا ہے" ان فقرات کی ثابت مین بغرض تشریح و توضیح آنریبل سید احمد خان بہادر سی ایس آئی کا سابق قول جو انہون نے عرضی انڈین ایسوسی ایشن ممالک مغربی شمالی مین کہا ہے پیش کرنا ہی نامناسب و خالی از فائدہ نہین ہے۔ آپ فرماتے ہین۔ فرض کرو لہ کلکتہ یا کسی دیگر انگریزی یونیورسٹی سے کوئی صاحب ایم اے یا ایل ایل ڈی کے خطاب کی کلاہ رکھکر اپنے گھر واپس آئے۔ جب یہ احباب اور ارباب سے گفتگو کرینگے تو ممکن نہین کہ ان لوگون کو اپنی تحصیل کی بابت کچھ خیال در اسکین صرف انگریزی اصطلاحی افعار اور جملو اونکے دل ہی مین رہینگے۔ اور شق و ربط نہونیکے باعث صاحب موصوف دیسی زبان سے اسکا مطلب نہ بیان کر سکینگے انکے علم سے احباب اور آشنا ونکو کچھ فائدہ نہین کیونکہ یہ تو انکی لیاقت کو بالکل سمجھ ہی نہین سکتے۔ اگر انکو دیسی زبان کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہوتا اور وہ فورًا اپنے تحصیل کردہ علم اور تجربہ کو سمجھا سکتے تو اونکی تعلیم کا دوسرون پر

کسقدر زیادہ اثر ہوتا۔ جاہلانہ تنفر کی عوض خیالات ہمدردی پیدا ہوتے۔ اعلی درجہ کی تعلیم کی دو ہدو شہادت لوگون کے دل کو اونکی تقلید کرنیکے لئے متحرک کرتے۔ اور زمانہ حال کے علوم وفنون کا اشتیاق عام لوگون کے دلین پیدا ہوتا۔ دلائل مسبوق الذکر کو پیش کرکے گورنمنٹ ہند سے ہماری دلی دعا جزانہ یہ التجا ہے کہ وہ اعلے ترین درجہ کی پبلک تعلیم کو اسطور قرار دی کہ جمیعین فنون وعلوم طبیعی اور زبان دانی کی اور شائقین دیسی زبان کی وساطت سے سکھائی جاوین۔ اور دیسی زبان مین سالانہ امتحان ان ہی مضامین کا منعقد ہوا کرے کہ جنمین طلبا فی الحال انگریزی زبان کے ذریعہ سے کلکتہ مین امتحان دیتے ہین اور جس طور سے اب انگریزی طلبا کو علم کی مختلف مضامین مین لیاقت پیدا کرنے سے سند جو عطا کئے جاتے ہین۔ اسی طور سے جو طلبا، ان ہی مضامین کو دیسی زبان مین سیکھکر امتحان مین کامیاب ہون انہین بھی درجے عطا کئے جاوین۔ آخری التجا یہہ ہے کہ یا تو کلکتہ یونیورسٹی کے ساتھہ ایک ورنیکولر ڈیپارٹمنٹ لگائی جاوے یا ممالک مغربی وشمالی کے لئے ایک علیحدہ ورنیکولر یت العلوم بنایا جاوے۔

اس قول کو مقلدین سید احمد خانصاحب جو کلکتہ یونیورسٹی کو پنجاب یونیورسٹی پر ترجیح دیتے ہین انصاف سے پرہین اور اس خیال بیجا اور حیرت ناروا سے باز آوین۔ جو کچھ خانصاحب نے اوس عرضی مین عاجزانہ التجا سے چاہا تھا وہ اس یونیورسٹی مین موجود ہے اور کلکتہ یونیورسٹی مین مفقود۔ پھر پنجاب یونیورسٹی کو کلکتہ یونیورسٹی پر شرقی زبانونین ترویج علوم وفنون کی نظر سے ترجیح کیون تسلیم نہین کیجاتی۔

اور جو اس وجہ ترجیح پنجاب یونیورسٹی کے مقابلہ مین اوسکی وجہ مضرت بیان کیجاتی ہے اسمین پہلے کر بحث ونظر کیجاویگی وہ وجہ مضرت لائق تسلیم ہوئی تو تسلم ہوگی ورنہ رد کیجاوے گی۔ بالفعل اسوجہ ترجیح کو تو مان لین اور انصاف سے درگذر نکرین۔ دوسرا فرق یہہ ہے کہ کلکتہ یونیورسٹی کا امتحان آرٹس آسان وسہل ہے اور پنجاب یونیورسٹی کا امتحان سخت ومشکل

چنانچہ رپورٹ سملہ ٹکسٹ بک کمیٹی جو اسی امر کی تحقیق کے لئے گورنمنٹ کے حکم سے منعقد ہوئی تہی اسپر گواہ ہے۔ اسمین بہی پنجاب یونیورسٹی ہی کی ترجیح پائی جاتی ہے۔ جسقدر سوالات امتحان مین تشدد و سختی ہوگی اوسیقدر اون سوالات کے حل کرنیوالے طلباء کو زیادہ علمیت حاصل کرنی پڑیگی۔ یہہ فوائد دینی و دنیوی اس بیت العلوم کے ایسے ہین جنمین کسی اہل عقل و انصاف کو بحث و انکار کی گنجائش نہین ہے۔ ان فوائد کے مقابلہ مین بعض لوگ جو اس بیت العلوم کے اسوقت مخالف ہو رہے ہین اس بیت العلوم مین ایک یہہ ضرر بتاتے ہین کہ پنجاب یونیورسٹی کے امتحانون مین انگریزی زبان کا جاننا اور اس زبان مین آرٹس کا امتحان دینا مشروط و لازمی نہین ٹہرایا گیا اور اسمین انگریزی زبان اور اُن علوم کا جو بجز انگریزی کے اور زبانون مین ابتک پائے نہین گئے اس ملک سی اوٹہہ جانے اور اس ملک کے باشندون کا اِن عہدون اور عالی منصبون سے (جو انگریزی علوم کے جاننے پر موقوف ہے) محروم رہنے کا اندیشہ ہے جب طلباء بدون تعلیم اون علوم انگریزی کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحانون مین کامیاب ہوکر اسٹانیڈ اور تمغے پانے لگینگے تو وہ انگریزی زبان کیون سیکہینگے اور انگریزی زبان مین علوم و فنون کے امتحان کا کس لئے قصد کرینگے پہر وہ ان عہدون اور عالی منصبون کو کس طرح پاوینگے۔ اس نظر سے یہہ یونیورسٹی اس ملک کی ترقی و کمال دنیاوی کی ضرر رسان و حارج ہے نہ سراسر مفید۔

اسکے جواب مین جو کچہہ حامیان یونیورسٹی پنجاب ابتک کہہ چکے ہین اور جو اسمین اونکے مخالفین چون و چرا کر رہے ہین ناظرین اخبارات کو معلوم ہے ہم اوسکا اعادہ نہین کرتے بلکہ جو قول فیصل اسبات مین ہمارے خیال مین آیا ہے اُسیکو بیان کرتے ہین ناظرین توجہ سے سنین اور اوسپر انصاف سے داد دین۔

مگر وہ ایک تمہید پر موقوف ہے جو قبل تقریر اس قول فیصل کے واجب العرض ہے وہ تمہید یہہ ہے کہ ترقی و لیاقت و استحقاق ملازمت کلکتہ یونیورسٹی یا کیمبرج یونیورسٹی وغیرہ سے

ملک کو حاصل ہے اسمین یہہ غور و تعمق بکار ہے کہ آیا وہ ترقی و لیاقت اون یونیورن کی جبر و اکراہ سے ہے یا لوگون کے فعل و اختیار سے اوسکے جواب مین ہر ایک عاقل سے بات کے کہنے کی امید ہے کہ یہہ اون یونیورسٹیون کے جبر و اکراہ سے نہین ہے بلکہ وہ لوگونکی عقل تمیز و قدر شناسی و استطاعت کا نتیجہ ہے۔

جبر و اکراہ کی یہہ صورت ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ایسا قانون مجبر نافذ و معمول بہ ہوتا جسکی رو سے ملک کے ہونہار لوگون کو پکڑ پکڑ کر یونیورسیونمین اونکا امتحان لیا جاتا اور اُنکو باندہ باندہکر ان عالی منصبونپر مامور کیا جاتا۔ جیسا کہ بعض اولڈ فیشن ریاستون مین قانون نافذ و معمول ہے۔ کہ جس گہر مین دس آدمی موجود ہون اوس گہر سے جبراً ایک آدمی فوج مین بہرتی کرنیکے لئے پکڑ لیا جاتا ہے۔ سو ظاہر ہے کہ کسی یونیورسٹی کے امتحانون مین یہہ صورت جبر و اکراہ متحقق نہین ہر ایک یونیورسٹی طالب ترقی و کمال کو فعل مختاری و اختیاری طور پر امتحان دینے کی رغبت اور اوسپر عالی منصب ملنے کی امید دلاتی ہے۔ پس جس شخص کو عقل و تمیز اور اون علوم و مناصب کی قدر و طلب ہوتی ہے و مع ذلک اونکے حاصل کرنیکی جانی و مالی و خیالی طاقت ہوتی ہے وہ ان علوم کو حاصل کر کے اون یونیورسٹیونکے فیض سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ اسمین جبر و اکراہ کا دخل نہین ہے

جب یہہ تمہید ہو چکی تو اب اس **قول فیصل** کی تقریر کیجاتی ہے وہ یہہ ہے کہ مشرقی زبانون (اُردو فارسی وغیرہ) مین امتحانات آرٹس یونیورسٹی بحصر عقلی دو شق و حال سے خالی نہین۔ کیا تو وہ امتحان حصول اس لیاقت و استحقاق مدارج کے لئی (جو انگریزی مین امتحان دینے سے متوقع ہین) کافی ہین یا آیندہ کبہی ہونگے اور کیا وہ کافی نہین ہین اور نہ آیندہ ہونگی۔ پس اگر **شق اول** صحیح ہے (جیسا کہ حامیان یونیورسٹی کا خیال ہے) تو جہگڑا ہی طے ہے۔ جب مشرقی زبانون نے انگریزی کا کام دیدیا تو انگریزی کا لازمی نہ ہونا کس امر کا حارج ہوا؟ اور اگر **شق ثانی** صحیح ہے (جیسا کہ مخالفین پنجاب یونیورسٹی کا ادعا ہے) اور مشرقی زبانون مین امتحان

31

دیگر آنرز ان آرٹس اور ہائی پروفیشنسی وغیرہ خطاب حاصل کرنا زکوۃ خوار ملا یا گشائین بنجانے سے زیادہ اثر و نتیجہ نہین دیتا تو جن لوگون کو عقل و تمیز و قدر شناسی و استطاعت حاصل ہے (جو ہمیشہ سے اس لیاقت و ترقی کا لوگون کے لئے باعث ہے اونکو وہ عقل و تمیز خود بخود انگریزی مین آرٹس کے حاصل کرنے اور اسی پنجاب یونیورسٹی مین انگریزی مین امتحان دینے پر باعث ہو گی۔

پنجاب یونیورسٹی نہ انگریزی کو مسدود و موقوف کرنا چاہتی ہے نہ لوگون کی اس عقل و تمیز و قدر شناسی و استطاعت کو چھیننے لگی ہے۔ بلکہ انگریزی کی پڑہائی کو وہ پہلے سے زیادہ رونق بخش† رہی ہے چنانچہ اسکی کارگذاری موجودہ (جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے) اسپر گواہ ہے اور تمیز و قدر شناسی لوگونکی انگریزی کی نسبت خود یوماً فیوماً ترقی پر ہے۔ ایک وہ زمانہ تہا کہ لوگ سرکاری مدارس مین (جنمین کسی مذہب کے برخلاف تعلیم نہین) وظیفہ اور کئی وجہ سے مدد لیکر بہی داخل نہوتے تھے اب وہ زمانہ ہے کہ ہندو مسلمان مشن سکولون مین (جہان ہندو و مسلمانون

† نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے اسی اسپیچ درباب تقسیم انعام مین کہا تہا کہ اجتماع کثیر امیدواران جو زبان انگریزی مین امتحان دیتے ہین اور درجہ امتحان کے سخت ہو جانیسے واضح ہوتا ہے کہ بجائے تنزل کرنے زبان انگریزی کے ہمارا طریق اس زبان کی پڑہائی کو از حد ترقی بخشتا ہے مگر پہلو بہ پہلو زبان انگریزی کے ہم نیز مشرقی زبانون کی پڑہائی کو بڑہاتے ہین اور حتی الوسع دیسی انشا پردازی کو رونق بخشتے ہین اور ان طالب علمون کیواسطے جو بباعث نہ جاننے انگریزی کے اپنے اعلیٰ درجہ کی پڑہائی اس زبان مین نہین کر سکتے دیسی زبان مین کتب تیار کرتے ہین" (اڈیٹر کہتا ہے) یہہ دیسی زبان کی تعلیم اس انگریزی زبان کے لئے کسی وجہ سے مضر نہین ہے چنانچہ مخالفین یونیورسٹی نزایل سید احمد خان صاحب نے اس بات کو مان لیا ہوا ہے اور اسی عرضی انڈین ایسوسی ایشن مین کہا ہے "یہہ سمجہنا کہ دیسی زبان کی وساطت سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم دینا انگریزی زبان کی ترقی کو مضر ہے محض لاطایل ہے۔ اس طرح کہ اگر کوئی کہے کہ سڑک اور نہر ہر دو کی تعمیر ضروریات سے بہی ہوتا ہم ضرر رسانی سے مبرا نہین یعنی ایکدوسریکی ترقی کو مانع ہوگی بالکل غلط ہے کیونکہ یہہ دونون علیحدہ علیحدہ کام ہین ایک کا دوسرے سے کچہہ تعلق نہین ہے × × ایسے ہی دلایل سے ظاہر ہے کہ انگریزی زبان کی تعلیم اور شے ہے اور دیسی زبان کے ذریعہ سے عام تربیت اور شے ہے۔ ایک کا دوسرے کو ضرور پہنچانا تو درکنار بلکہ ہر دو کی رجوعیت اصلاح اور نیک نیتی کی طرف ہے۔ سچ تو یہہ ہے کہ یہہ دو مختلف وسایل ہین جنسے یکسان نتیجہ نکلتے ہین"۔

کے برخلاف بائبل کے تعلیم ہوتی ہی اور انکو عیسائی طور پر نماز و دعا پڑہائی جاتی ہی) فیس دیکر داخل ہوتے ہین اس سی بڑہکر قدردانی انگریزی کا اور کون وقت آئیگا - اور جب اسباب و وسایل ترقی انگریزیکا یہہ حال ہی تو پہر کیون کہا جاتا ہی کہ پنجاب یونیورسٹی مین انگریزیکے لازمی نہونیسی ان علوم کے اسملک سی اٹہہ جانے اور باشندگان اس ملک کے اُن مدارج سی محروم رہنی کا خوف ہی اور پنجاب یونیورسٹی اس ملک کی ترقی و کمال کی حارج و بدخواہ ہے +

یہ بات ہمنے اپنی ایک معزز دوست کو جو پنجاب یونیورسٹی کے مخالفون سی ہے زبانی کہی تو انہون نے اسکے جواب مین یہ فرمایا کہ بالفعل سرکاری مدارس مین مڈل کے امتحانون مین عربی و سنسکرت اختیاری (نہ لازمی) طور پر داخل ہی تو اُسکے لازمی نہ ہونیکا یہہ نتیجہ ہی کہ اکثر لڑکے عربی و سنسکرت نہین پڑہتی اور اسمین اپنی مطلوب امتحانونکا نقصان نہ جانکر اسکی کچہہ پرواہ نہین کرتے - انگریزی بھی ایسی اختیاری غیر لازمی ہوجائیگی تو عربی و سنسکرت کیطرح اسکی بہی ایسی حالت ہوگی اسکے جواب مین ہمنی کہا کہ اس صورت مین لوگون کا انگریزی کیطرف کم توجہ کرنا انکی بے تمیزی و پست ہمتی کا نتیجہ ہوگا نہ پنجاب یونیورسٹی کی شرط امتحان کا اور ایسی بے تمیز و پست ہمت لوگون کے لئی انگریزیکا لازمی ہونا کچہہ بھی نفع نہین رکھتا - ایسی لوگ کالجون اور سکولونمین آتے ہی کیون لگی اور اگر آئے بہی تو اسکے پڑہنی اور امتحان دینی مین مشقت کیون اٹہائینگی - انگریزیکا لازمی ہونا انپر ایسا جبر تو نہین کرتا جس سی انکو خواہ مخواہ علم و لیاقت حاصل ہو - یہہ لازمی ہونا بہی (انکی تحصیل و مشقت مین فعل مختاری کے سبب) اختیاری ہونیکے معنی مین ہے اور آخر مدار کار لوگون کی عقل و تمیز و طلب و استطاعت ہی پر ہے - اسکے جواب مین انہون نے کہا کہ لڑکون کو عقل و تمیز کہان ہوتی ہے اسکا جواب دیا گیا کہ جس لڑکے مین تمیز نہین ہوتی ہی اسکے ولی (باپ بہائی وغیرہ) مین ہوتی ہی تب ہی اسکو تعلیم کیطرف راہ ملتی ہی اور جنکی آس پاس بھی عقل نہین ہوتی انکو گورنمنٹ کب گہر سی پکڑکر مدرسہ مین داخل کر لیتی ہے - ایسا بیعقل و بے تمیز تو کوئی دیکہا یا سنا نہین گیا جسکو گورنمنٹ نی جبر و اکراہ سی انگریزی مین کامیاب کردیا ہو -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِس سی علاوہ عربی و سنسکرت اور انگریزی مین غایت درجہ کا فرق ہی جسکی نظیر انگریزی کی غیر لازمی ہونیکا قیاس عربی و سنسکرت کے غیر لازمی ہونے پر ہی قیاس مع الفارق ہی عربی مسلمانون کے لئی اور سنسکرت ہندؤن کے لئی اگرچہ دین و مذہب مین کارآمدنی ہے مگر دُنیا مین اِس قدر کارامدنی نہین ہی جسقدر کہ انگریزی کارآمدنی ہی اور چونکہ اکثر لوگ اِسوقت دنیا کے طالب ہین اِسلئے انسے انگریزی کا باوجود غیر لازمی ہونیکی اِس قدر پڑہنا متوقع ہی کہ عربی و سنسکرت کا پڑہنا اِس سے سو درجہ اُتر کر بھی متوقع نہین ہی - یہی وجہ ہی کہ مڈل کے امتحانون مین عربی و سنسکرت باوجود مذہبی مفاد کے نہین پڑہتی اور بجای اسکے انگریزی پڑہنی کو فرض جانتے ہین -

انکی انگریزی مین یہ سرگرمی اور عربی و سنسکرت مین یہہ بے پرواہی عین دلیل اِس امر کی ہی کہ اُن کو انگریزی اپنی دین و ایمان و مذہبی فرایض سی بہی پیاری ہی اور یہہ انکا جوش و پیار انگریزی کے لازمی ہونیکی ضرورت کو اُٹہا رہا ہی اور صاف بتا رہا ہی کہ انگریزی انکی رگ و پے مین ایسی ملائی گئی اور دلون مین ایسی پلائی گئی ہی کہ اب وہ انسے جبراً نکالنی سی بہی نہین نکلتی - پس اگر بجاے لازمی نہونے انگریزیکے انگریزی زبان کو پنجاب یونیورسٹی کی امتحان سے بالکل خارج ہی کر دیا جائے اور اسمین امتحان لینے کی صاف ممانعت ہو جائی تب بھی اِس مُلک سی انگریزی کے اُٹہہ جانیکا خوف نہین ہی جبتک کہ مدارس مین انگریزی کی تعلیم باقی رہی اور کسی نہ کسی جگہہ اسکے امتحان ہوا کرین - اور جسحالت مین پنجاب یونیورسٹی خود انگریزی کی اشاعۃ مین سرگرم ہے اور جو چاہی اسکا امتحان انگریزی مین لینے کو بڑی خوشی سے مستعد تو پہر کیونکر تسلیم کیا جائے کہ انگریزی کا لازمی نہ ہونا انگریزی کو اِسملک سی اُٹہاتا ہی اور پنجاب یونیورسٹی اس امر کی مجوز مُلک کی بدخواہ ہے +

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری مہتمم اشاعۃ السُّنہ

مطبع ریاض ہند پریس امرتسر مین چہپا